SURENDRANATH COLLEGE, KOLKATA

سریندر ناتھ کالج ، کولکتہ

B.A. GENERAL

بی۔ اے ۔ جنرل

SEMESTER - IV

URDG-G-LCC (2)

STUDY MATERIAL - 09

DR. BILQUIS BEGUM

Head Of Department, Urdu

SURENDRANATH COLLEGE, KOLKATA.

ڈاکٹر بلقیس بیگم

صدر شعبۂ اردو

سریندر ناتھ کالج، کولکتہ

عصمت چغتائی : خصوصی مطالعہ

☆ : تمہید

اس اکائی میں ہم عصمت چغتائی کے حالات زندگی پر مختصر معلومات فراہم کریں گے۔اس کے بعد ان کی افسانہ نگاری پر اظہار خیال کیا جائے گا۔یوں عصمت کی شخصیت اور ان کی افسانہ نگاری سے طلبا واقف ہونگے۔جس سے عصمت کی افسانہ نگاری کی خصوصیات طلبا کے پیش نظر ہوگی اور وہ ان کے افسانہ کا مطالعہ کرنے کے دوران ان کے افسانہ کا فنی نقطہ نظر سے جائزہ لے سکیں گے۔

☆ : عصمت چغتائی کی افسانہ نگاری

عورتوں کے مسائل پیش کرنے والے افسانوں پر نظر ڈالی جائے تو عصمت چغتائی کے افسانے سرفہرست نظر آئیں گے۔ عصمت چغتائی نے اپنے افسانوں میں عورت کی زندگی کے تقریباً ہر پہلو کو پیش کرتے ہوئے انھیں در پیش مختلف مسائل کو اُجاگر کیا ہے۔گویا 'عورت' ان کے تمام افسانوں کا موضوعاتی محور ہے، جہاں ایک طرف ان کے افسانوں کی خصوصیت عورتوں کے مسائل ہیں، وہیں اس کا دوسرا پہلو جنسیات بھی ہے۔انھوں نے کہیں کہیں تو بڑی بے باکی سے جنسیات کا ذکر کیا ہے جس کی مثال ان کا افسانہ 'لحاف' ہے۔'لحاف' میں جب انھوں نے عورتوں کی ہم جنسی کے پہلو کو اُجاگر کیا تو اس کے سبب ان کو مقدمہ کا سامنا بھی کرنا پڑا۔کہیں انھیں فحش نگار کہہ کر ناپسند کیا گیا تو کہیں حقیقت نگار کہہ کر ان کے اقدام کو سراہا گیا۔جب عصمت چغتائی سے ان پر لگے فحش نگاری کے الزام پر صفائی مانگی گئی تو انھوں نے بڑی بے باکی سے کہہ ڈالا ''دُنیا میں کچھ بھی گندا نہیں۔اگر بدن گندا نہیں ہے تو اس کا ذکر بھی گندا نہیں''۔

اگر چہ منٹو اور دوسرے افسانہ نگاروں نے بھی جنسیات اور عورت کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ہے، مگر عصمت چغتائی نے جس طرح سے جنسیات کو اپنے افسانوں میں پیش کیا اور جس طرح عورتوں کے مسائل کا ذکر کیا ہے، وہ دوسروں کے یہاں بمشکل تمام ہی ملتا ہے۔عصمت کے افسانے عورت کو ہر رنگ اور روپ میں بیان کرنے میں کامیاب نظر آتے ہیں جس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے عورت ہو کر عورتوں کے مسائل پر قلم اُٹھایا ہے۔عصمت چغتائی نے ہر طبقہ کی عورتوں کے مسائل کو پیش کیا ہے اور ہر طبقہ کی دُکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ہے۔ ہر عمر اور ہر طبقے کے لوگوں کی خوشیاں، غم، طرز زندگی اور ان کے نفسیاتی، جنسی، معاشی کوائف، غرض کہ زندگی کے تمام پہلوؤں کو انھوں نے اپنے افسانوں میں پیش کیا ہے۔

عصمت چغتائی نے صرف نوجوان لڑکیوں کے مسائل کے بارے میں ہی نہیں لکھا بلکہ نوجوان لڑکوں کی جنس مخالف کی جانب کشش کو بھی اپنے افسانوں میں جگہ دی ہے۔افسانہ ''ہیرو'' کا نوجوان نوکر 'سکھا' جوحمیدہ بی بی کی طرف مائل ہے، وہ اگرچہ اس کے لئے اپنی محبت کو پوری طرح نہیں سمجھ پاتا، لیکن حمیدہ بی بی کے لئے اسے ہر کام کرنے میں راحت ملتی ہے۔اسی طرح ''خدمت گار'' میں گھر میں پلا بڑھا ایک نوجوان نوکر اپنی نوجوان مالکہ کی محبت میں گرفتار ہوتا جاتا ہے، مگر کم عمری کی وجہ سے اسے محبت کے جذبہ کا احساس نہیں ہوتا۔محبت کا احساس اسے اُس وقت ہوتا ہے، جب مالکہ کا رشتہ امیر آدمی سے ہو جاتا ہے۔

عصمت چغتائی نے اپنے بعض افسانوں میں جنسیات کے بغیر بھی رومانوی جذبات کو موضوع بنایا ہے۔افسانہ ''تنہا تنہا'' میں کالج کے دو اسٹوڈنٹس کی محبت کو پیش کیا ہے جو ایک دوسرے کو چاہتے تو ہیں، مگر اس کا اظہار نہیں کرتے۔تقسیم ہند کے بعد دونوں جدا ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کی محبت میں تنہا تنہا زندگی گزار دیتے ہیں، گویا جدائی اور دوری ہونے کے بعد بھی ان کی محبت ختم نہیں ہوتی۔اسی طرح 'پنکچر' بھی عصمت کا رومانوی افسانہ ہے۔جس میں دو کردار 'میں' اور 'وہ' اتفاقی طور پر ملتے ہیں اور ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں، مگر انا کی وجہ سے کوئی بھی اپنی محبت کا اظہار نہیں کرتا۔آخر کار جب 'میں' کی منگنی کسی اور سے ہو جاتی ہے تو 'وہ' ہار مان جاتا ہے اور اظہار محبت کر کے شادی کی درخواست کرتا ہے جسے 'میں' قبول کر لیتی ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ محبت میں انا کبھی شامل نہیں ہونی چاہئے، ورنہ جدائی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

عصمت چغتائی نے غربت کی چکی میں پستی عورتوں کی مجبوریوں اور محرومیوں کو بھی اپنے افسانوں میں جگہ دی ہے۔افسانہ ''بھیڑیں'' میں یہ حقیقت سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس معاشرے میں کہیں کہیں عورتوں کو جانور سے بھی زیادہ حقیر سمجھا جاتا ہے۔عصمت چغتائی نے اپنے افسانوں میں بیوہ عورتوں کے مسائل اور معاشرے میں ان کے ساتھ افسوس ناک سلوک کو بھی موضوع بنایا ہے۔''عشق پر زور نہیں'' میں انھوں نے 'خلیفن بوا' کے کردار کے ذریعہ ہمارے معاشرے میں ایسی عورتوں کی حالتِ زار کو پیش کیا ہے جو بیوگی کی وجہ سے اپنوں میں بھی بیگانگی کی زندگی گزارتی ہیں۔عصمت نے لڑکیوں کی شادی کو بھی اپنے افسانے کا موضوع بنایا ہے جس کی مشہور مثال ان کا افسانہ ''چوتھی کا جوڑا'' ہے، اس میں انھوں نے دکھایا ہے کہ بعض لڑکیاں اگرچہ ہر لحاظ سے شادی کے قابل ہوتی ہیں اور ایک اچھی بیوی بننے کی تمام خوبیاں ان میں موجود ہوتی ہیں، مگر غربت کی وجہ سے انکی شادی نہیں ہو پاتی، یہاں تک کہ وہ گھر بسانے کی آرزو اپنے دِل ہی میں دفن کر کے اس دُنیا سے رخصت ہو جاتی ہیں۔

عصمت چغتائی نے نہ صرف معاشرے کے کمزور طبقہ کے استحصال کے خلاف آواز اُٹھائی بلکہ انھوں نے معاشرے کے خودساختہ نام نہاد اعلیٰ اور شریف طبقہ کی حقیقت کو بھی بے نقاب کیا۔افسانہ ''پہلی لڑکی'' میں عصمت نے دکھایا ہے کہ کس طرح نام نہاد شرفاء کے گھرانوں میں شرافت کی دھجیاں اُڑائی جاتی ہیں۔وہاں لڑکوں کو شادی سے پہلے ہی لونڈیاں فراہم کر دی جاتی ہیں جن

کے ساتھ وہ ناجائز تعلقات بھی قائم کر سکتے ہیں اور اسے اس طبقہ میں بُرا بھی نہیں مانا جاتا۔ ان گھرانوں میں شادی ہونے کے قبل ہی ان کے لڑکے لڑکیاں آپس میں تعلقات قائم کر لیتے ہیں۔ ان کی شادیاں محض ایک رسم ہے۔ اسی طرح افسانہ ''نیند'' میں دکھایا گیا ہے کہ اعلیٰ سوسائٹی کے لوگ کس طرح اپنی بیویوں کا استعمال کر کے مال و مفادات حاصل کرتے ہیں۔ عصمت چغتائی نے اپنے افسانوں کے موضوعات و واقعات اور کردار نہ صرف حقیقی زندگی سے لئے ہیں بلکہ شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنے افسانوں کو حقیقت ثابت کرنے کے لئے انھوں نے مختلف طریقوں کا استعمال بھی کیا ہے جس کا اندازہ افسانہ ''موکھا'' اور ''لحاف'' کے بعض مکالماتی حصوں سے بخوبی ہوتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ عصمت کا فن افسانہ نگاری نہایت بالیدہ و منفرد ہے۔ انھوں نے اپنے مخصوص باغیانہ رجحان کے تحت عورتوں کے عام معاشرتی مسائل کو اپنے افسانوں میں جگہ دی ہے اور فرسودہ روایات، معاشرتی تضادات اور جبر و استحصال پر کاری ضرب لگائی ہے۔ ان کی کہانیاں نہ صرف اپنے مواد، تکنیک اور پلاٹ کی وجہ سے چونکا دینے والی ہیں بلکہ زبان و بیان اور طنزیاتی لب ولہجہ کے اعتبار سے بھی قابل قدر اہمیت کی حامل ہیں اور اپنا انفرادی رنگ رکھتی ہیں۔ بے شک لفظی مصوری سے ان کی کہانی کا ہر کردار اور ہر واقعہ ہماری نگاہوں کے سامنے روشن ہو جاتا ہے اور یہ ایک بڑی خوبی ہے جو ان کے ہم عصر فنکاروں اور خصوصاً ان کی معاصر خواتین کے یہاں بمشکل تمام ہی مل پاتی ہے۔ عصمت چغتائی پر فحش نگاری، عریانیت اور تلذذ پرستی سے کام لینے کا الزام رکھنا آسان ہے۔ اس سے پوری طرح انکار بھی نہیں کیا جاسکتا، لیکن فنی محاسن کی پاسداری کے ساتھ انھوں نے معاشرے اور ماحول کی جو ڈھکی چھپی سچائیاں جس مخصوص انداز سے دکھائی ہیں اور جس فنی چابکدستی کے ساتھ ان کی عکاسی کی ہے، وہ بہرحال اُردو کے افسانوی ادب کا یادگار سرمایہ ہے۔

☆☆☆☆☆